تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار　　لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ　　لاہور

نِدائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم　　۲ تا ۸ نومبر ۲۰۰۰ء　(۵ تا ۱۱ شعبان ۱۴۲۱ھ)　　مدیر : حافظ عاکف سعید

"حکومت کو نفاذ شریعت کا الٹی میٹم دیا جائے!"

(جماعت اسلامی کے سالانہ اجتماع عام کے اتحاد امت سیشن میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی پیش کردہ تجاویز جن کی تائید تمام شرکاء اجتماع نے ہاتھ اٹھا کر بھرپور انداز میں کی)

میں تجویز کرتا ہوں کہ

مسلمانانِ پاکستان کا یہ عظیم اجتماع

حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرے کہ :

❶ پاکستان کے جملہ قوانین کو شریعت اسلامی سے ہم آہنگ کرنے کے لئے :

ا) فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرہ کار پر عائد جملہ تحدیدات ختم کردی جائیں۔

ب) فیڈرل شریعت کورٹ اور سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ کے جج حضرات کی تعداد میں اضافہ کیا جائے اور ان کی شرائط ملازمت کو ہائی کورٹ کے جج حضرات کے مساوی کیا جائے۔

❷ بیرونی اور اندرونی ہر سطح پر سود کی وصولی اور ادائیگی کا سلسلہ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۰ء تک لازماً ختم کر دیا جائے اور آئندہ بینکاری کے لئے اب تک کی پیش شدہ متبادل سکیموں میں سے کسی ایک کو بھی یکم جنوری ۲۰۰۱ء سے نافذ کر دیا جائے۔

❸ آئندہ بلدیاتی انتخابات میں خواتین کا جداگانہ کوٹہ یکسر ختم کیا جائے۔

نیز میں تجویز کرتا ہوں کہ :

یہ اجتماع حکومت پاکستان کو ان مطالبات کے ضمن میں یوم قیام پاکستان یعنی ۲۷ رمضان المبارک تک کی مہلت دے . . اور اس کی عدم تعمیل کی صورت میں یکم جنوری ۲۰۰۱ء سے عوامی تحریک شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا جائے۔

مجوز : **ڈاکٹر اسرار احمد** امیر تنظیم اسلامی
۲۹ اکتوبر ۲۰۰۰ء

اس شمارے میں

☆ الہدیٰ اور فرمان نبویؐ　2
☆ امیر تنظیم کا خطاب جمعہ　3
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ　5
☆ گوشۂ خلافت　7
☆ گوشۂ خواتین　8
☆ نقطۂ نظر　9
☆ گوشۂ ظرافت　10
☆ کاروان خلافت منزل بہ منزل　11
☆ افہام و تفہیم　12
☆ متفرقات　✪

نائب مدیر :
فرقان دانش خان
معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ مرزا ندیم بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین
ناشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501　فیکس : 5834000
سالانہ زر تعاون　-/175 روپے

شمارہ : 43　　قیمت : 4 روپے

الھدیٰ

سورۂ فاتحہ (۷)

﴿ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۝ ﴾

"ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کریں گے اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہیں گے"۔

عبادت کا سب سے پہلا تقاضا اطاعت ہے۔ اگر یہ نہیں تو عبادت کی اساس منہدم ہو جاتی ہے' مگر ایک اطاعت زبردستی کی ہوتی ہے' جیسے ہم کبھی انگریز کے غلام تھے اور اس کی اطاعت کرنے پر مجبور تھے' اس اطاعت پر بھی لغوی طور پر لفظ "عبادت" کا اطلاق ہو جائے گا۔ آلِ فرعون نے بنی اسرائیل کو جس طریقے سے اپنی غلامی کے شکنجے میں کسا ہوا تھا تو فرعون اس صورتحال پر بڑے غرور اور طنطنے سے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے بارے میں کہا تھا: ﴿ وَقَوۡمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوۡنَ ﴾ (المؤمنون : ۴۷) "ان دونوں کی قوم ہماری عابد ہے یعنی ہماری غلام ہے"۔ اسی طرح ایک موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی فرعون سے فرمایا تھا کہ: ﴿ اَنۡ عَبَّدۡتَّ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ﴾ یعنی "تو نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام' محکوم اور مطیع بنا لیا ہے۔" لہٰذا اس نوع کی غلامی اور محکومی پر بھی لفظاً تو عبادت کا اطلاق ہو جائے گا لیکن اصطلاحاً اللہ کی جو عبادت مطلوب ہے وہ زبردستی اور مجبوری کی اطاعت نہیں بلکہ دلی آمادگی اور محبت کے ساتھ مطلوب ہے۔ اللہ کے احسانات و انعامات کا شعور و ادراک کرتے ہوئے کہ اس کے جذبۂ تشکر سے قلب و ذہن سرشار ہو جائیں' ان احساسات اور جذبات کے ساتھ جب اللہ کی بندگی ہو گی' اس کی کامل اطاعت ہو گی تو تب عبادت کا اصل تقاضا پورا ہو گا' جس کو ہمارے آئمہ دین نے بڑی خوبصورتی سے یوں ادا فرمایا کہ "اللہ کی جو عبادت مطلوب ہے اس میں دو بنیادیں جمع ہونی چاہئیں' یعنی ایک طرف اللہ کی انتہا درجہ کی محبت ہو اور دوسری طرف انتہا درجے میں اس کے سامنے تذلل اور عاجزی اختیار کی جائے' اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے سامنے جھک جایا جائے' بلکہ اصل صورت تو یہ ہو گی کہ اس کے سامنے بچھ جایا جائے۔ جب یہ دونوں کیفیات محبت اور تذلل جمع ہو جائیں تو عبادت اور بندگیٔ رب کے تقاضے کی تکمیل ہو گی۔ عبادت کے ساتھ محبت الٰہی کس قدر لازمی ہے اس کی اہمیت پر بڑی خوبصورتی سے شاعرِ مشرق علامہ اقبالؔ مرحوم نے روشنی ڈالی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ؎

عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اوّلیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات

محبت ہی عبادت کی روح ہے۔ اگر یہ روح نہیں ہے' صرف خالی خولی اطاعت ہے اور محبت کی چاشنی اس میں شامل نہیں ہے' تو بقول علامہ اقبال معاملہ یہ ہو گا کہ ؎

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

فرمان نبویؐ

قرآن کو روزی کا ذریعہ بنانے کی ممانعت

عَنۡ عِمۡرَانَ بۡنِ حُصَیۡنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰی قَارِیٍ یَقۡرَءُ ثُمَّ سَاَلَ فَاسۡتَرۡجَعَ ثُمَّ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ :

((مَنۡ قَرَءَ الۡقُرۡاٰنَ فَلۡیَسۡئَلِ اللّٰهَ بِهٖ فَاِنَّهٗ سَیَجِیۡءُ اَقۡوَامٌ یَقۡرَءُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ یَسۡئَلُوۡنَ بِهِ النَّاسَ)) (رواہ الترمذی)

"حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا گزر ہوا ایک قاری پر سے کہ قرآن سنا رہا تھا پھر اس نے مانگا (یعنی دست سوال دراز کیا) تو اس پر حضرت عمران نے "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" پڑھا اور پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو کوئی قرآن پڑھے اسے چاہئے کہ اللہ سے سوال کرے (اس کا اجر اللہ سے مانگے) اس لئے کہ کچھ لوگ ایسے آئیں گے کہ قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کریں گے"۔

اسی طرح کی ایک حدیث مسند احمد میں بھی ہے جو عبدالرحمن بن شبلؓ سے مروی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "قرآن پڑھو لیکن اس کو روزی کا ذریعہ نہ بناؤ اور نہ ہی اس کے ذریعے اپنی روزی بڑھاؤ اور نہ ہی اس سے بے رخی اختیار کرو اور نہ ہی اس میں غلو کرو"۔

یہ بات سمجھنے کی ہے کہ رسول اللہ کے زمانے میں قاری اس شخص کو کہا جاتا تھا جو قرآن مجید کا عالم ہوتا تھا۔ آج کی طرح نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے قرآن مجید حفظ کرنے اور صرف تجوید کے قاعدوں کی پابندی کرنے والے قاری کہلاتے ہیں' حالانکہ انہیں اس کے علم سے کچھ بھی واقفیت نہیں ہوتی۔ آج امت جس حال میں ہے اس میں ایسے قاریوں کو بہت دخل ہے جن کے وعظ محض چندوں کے لئے ہوتے ہیں لہٰذا وہ اپنے حاضرین کے سامنے حق بات کہنے سے ڈرتے ہیں اور اکثر و بیشتر صرف اولیاء اللہ کے واقعات' دوسرے مسلکوں پر تنقید اور قرآن مجید میں سے صرف شانِ نزول سے متعلق روایات بیان کرنے پر مجبور ہیں۔ سامعین کے سامنے قرآن مجید کی دعوت اور اس پر عمل کرنے کے تقاضے بہت کم بیان ہوتے ہیں کہ کہیں سننے والے ناراض نہ ہو جائیں اور ان کی روزی بند نہ ہو جائے۔ پھر چندوں کی اپیل میں کبھی اس بات کا ذکر نہیں ہو گا کہ لوگو حلال کی کمائی میں سے اللہ کی راہ میں دو۔

قرآن تو علماء کی پیاس کیلئے سیرابی ہے اور فقہاء کے دلوں کے فصل کی بہار' وہ صلحاء کیلئے ایک جادۂ مستقیم ہے اور اربابِ بحث و نظر کے برہان قوی ہے' وہ طالبِ علم کے لئے علم کا انمول خزانہ ہے اور اربابِ حکومت کے واسطے ایک محکم دستورِ اساسی' وہ اصحابِ روایت کیلئے حدیث جان فزا ہے اور تشنگانِ تحقیق و جستجو کیلئے امید و رجا کا سب سے بڑا سہارا ہے۔ قرآن کا اصل پیغام پہنچانا ہی علماء کی اصل ذمہ داری ہے نہ کہ اسے اپنی روزی کا ذریعہ بنانا۔

انسان کی آزمائش یہ ہے کہ وہ اپنے رب کو پہچانتا ہے یا دنیا کی رنگینیوں میں کھو جاتا ہے

خیر اور شر کا راستہ منتخب کرنے کا اختیار رکھنے کی وجہ سے انسان کے ساتھ جزا و سزا کا معاملہ ہو گا

قرآن نے تخلیق انسان کے مراحل کو اس دور میں تفصیلاً بیان کیا جب مائیکروسکوپ کا وجود بھی نہ تھا

امریکی حملے کی صورت میں پاکستان نے اگر طالبانِ افغانستان کا ساتھ نہ دیا تو امریکہ ہمیں بھی جینے نہیں دے گا

امریکہ کی کشمیر پر نیت خراب ہے' وہ یہاں اپنا اڈا قائم کر کے ایشیا پر کنٹرولِ حاصل کرنا چاہتا ہے

عالم عرب کی کم ہمتی کے بعد فلسطینیوں کے پاس "ذلت کی زندگی" یا "عزت کی موت" کے سوا کوئی راستہ نہیں

مسجد دار السلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۲۷ / اکتوبر ۲۰۰۰ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

سورۂ دھر کی ابتدائی گیارہ آیات کی تلاوت کے بعد فرمایا : آنحضور ﷺ کا معمول تھا کہ جمعہ کے روز نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورۃ السجدہ کی تلاوت فرماتے اور دوسری رکعت میں سورۃ الدہر کی۔ اسی حوالے سے آج ہم سورۃ الدہر کے مطالعہ کا آغاز کر رہے ہیں۔

سورۂ دھر اور سورۂ قیامہ کے مضامین میں بڑی گہری مشابہت ہے۔ دونوں سورتیں گویا جوڑے کی صورت میں ہیں۔ جس مضمون پر سورۂ قیامہ ختم ہوئی اسی سے سوۂ دھر کا آغاز ہوا ہے۔

سورۂ قیامہ کے اخیر میں مضمون ہے :

"کیا نہ تھا (انسان) ایک بوند پانی کی جو ٹپکائی گئی۔ پھر تھا لو کی پھٹکی' پھر اس نے بنایا اور ٹھیک کر اٹھایا' پھر بنایا اسی میں جوڑا نر اور مادہ' تو کیا وہ (اللہ) مارنے کے بعد دوبارہ زندگی نہیں دے سکتا"۔

(القیامہ : ۳۷ تا ۴۰)

اسی مضمون سے سورۂ دھر کا آغاز ہوتا ہے فرمایا :

"کبھی انسان پر ایک ایسا وقت بھی تھا جب وہ کوئی قابل ذکر شے نہ تھا۔ اور ہم نے ہی انسان کو ملے جلے نطفے سے بنایا' پھر ہم اسے پلٹتے رہے یہاں تک کہ پھیر دیا اس کو بنا کر سننے والا اور دیکھنے والا"۔ (آیات ۱ تا ۲)

ان آیات میں انسان کو اس کی حقیقت بتائی جا رہی ہے کہ بڑے بڑے بادشاہ' سکندر' چنگیز' سقراط اور بقراط سب کا نقطہ آغاز یہی گندے پانی کی بوند تھا۔ اس لئے اے انسان تو اپنی حقیقت کو پہچان اور عاجزی اختیار کر۔ "نطفة امشاج" یعنی ملے جلے نطفے کی اصل حقیقت سائنس کے ترقی یافتہ دور میں آج انسان پر منکشف ہوئی ہے۔ علم جنین کے ماہر کینیڈا کے معروف ڈاکٹر کیتھل مور اور ڈاکٹر رابرٹ ایڈورڈ نے ایمبریالوجی کے حقائق پر مشتمل ایک کتاب لکھی ہے جس میں دونوں سائنس دانوں نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا ہے اور قرآن کی حقانیت کو تسلیم کیا ہے کہ قرآن نے تخلیق انسان کے مراحل کو آج سے چودہ سو برس قبل بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے جس وقت

منبر و محراب

کوئی مائیکروسکوپ نہ تھی۔

اگلی آیت میں ارشاد ربانی ہے :

"ہم نے اس کو سجھ بوجھ عطا کی تاکہ دیکھیں وہ شکر گزار بنتا ہے یا ناشکری کرتا ہے۔ ہم نے منکروں (ناشکروں) کے لئے زنجیریں' طوق اور آگ تیار کر رکھی ہے"۔ (آیت : ۳ تا ۴)

انسان کی تخلیق کا مقصد آزمائش ہے کہ وہ اپنے رب کو پہچانتا ہے یا نفس اور شیطان کا بندہ بن کر دنیا کی رنگینوں میں کھو جاتا ہے۔ بقول اقبال ؎

قلزم ہستی سے تو ابھرا ہے مانند حباب
اس زیاں خانے میں تیرا امتحان ہے زندگی

اور ؎

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

آنحضور ﷺ کے فرمانِ مبارک ((الدنیا مزرعة الاخرة)) دنیا آخرت کی کھیتی ہے یعنی یہاں جو بوؤ گے وہی آخرت میں کاٹو گے۔ اس دنیا میں انسان کی آزمائش یہ ہے کہ وہ اپنے رب کا فرمانبردار بندہ بنتا ہے یا نافرمان۔ اس کی بنا پر آخرت میں جزا و سزا کا معاملہ ہو گا۔ بہرحال دنیا میں انسان کو دونوں راستوں میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار ضرور حاصل ہے۔ ورنہ جزا و سزا کی حیثیت یا ضرورت نہ رہتی۔

آگے ان لوگوں کے انعامات کا تذکرہ ہے جنہوں نے اللہ کی فرمانبرداری کی روش اختیار کی' فرمایا :

"البتہ نیک لوگوں کے پینے کو ایسی شراب ہو گی جس کی ملونی ہے کافور کی' جو ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں اللہ کے بندے' وہ خود نکالتے ہیں اس کی شاخیں"۔ (آیات ۵ تا ۶)

اس آیۂ مبارکہ میں جس کافور کا ذکر ہے وہ دنیا جیسا نہیں ہو گا بلکہ یہ ایک چشمے کا نام ہے جس کے کنارے بیٹھے جنتی لوگ مشروب پیئں گے اور اس میں وہ کافور کے چشمے کے خوشبو دار پانی کو ملا لیں گے جس سے اس کا ذائقہ دو چند ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ہر جنتی اس چشمے کی نالیاں (BRANCHES) اپنی خواہش کے مطابق اپنے گھروں تک بھی لے جا سکے گا۔

آگے فرمایا :

"یہ لوگ وہ ہیں جو پورا کرتے ہیں نذر کو اور ڈرتے ہیں جس دن سے کہ اس کی برائی پھیل پڑے گی۔ اور کھلاتے ہیں کھانا اس کی محبت کے علی الرغم میں' محتاج کو' یتیم کو اور قیدی کو (اور وہ زبان حال سے کہتے ہیں کہ) ہم کھانا کھلاتے ہیں خالص اللہ کی خوشی کے لئے اور ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور نہ کسی شکریہ کے طلب گار ہیں۔ پھر بچا لیا ان کو اللہ نے برائی سے' اور عطا کر دی ان کو تازگی اور خوشی بختی"۔

(آیات ۷ تا ۱۱)

عرب معاشرے میں اس وقت رواج تھا کہ وہ اپنے کسی کام کے پورا ہونے کے لئے نذر مانا کرتے تھے۔ اگرچہ اسلام نے نذر کی ممانعت نہیں کی۔ یعنی کوئی آدمی اس طرح نذر مان سکتا ہے کہ میرا فلاں (جائز کام) ہو جائے تو میں اتنا صدقہ کروں گا، نفل پڑھوں گا یا روزہ رکھوں گا۔ میرے نزدیک اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ آدمی اللہ سے اس قسم کی سودے بازی نہ کرے بلکہ جو بھی صدقہ کرنا ہے یا نوافل ادا کرنے ہیں پہلے ادا کرے اور پھر اللہ سے اپنی ضرورت پورا کرنے کی دعا کرے۔ کیونکہ حدیث قدسی میں ہے کہ "نذر سے تقدیر نہیں بدلتی بلکہ اس طرح بخیلوں کے مال سے مستحق لوگوں کا کچھ حق نکلوا لیا جاتا ہے"۔ بہرکیف نذر ماننے کے بعد اس کو پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اللہ کی رضا کے لئے کھانا کھلانا بڑا محبوب عمل ہے۔ مزہ تو تب ہے کہ انسان کے پاس اپنے کھانے کی کمی ہو اور وہ اپنا پیٹ کاٹ کر دوسروں کو کھلائے۔ ایسے ہی لوگوں کو ان آیات میں خوشخبری سنائی گئی ہے۔ اللہ ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل فرمائے۔ (آمین)

حالات حاضرہ

ریڈیو صدائے کشمیر پر اس پروپیگنڈے سے کہ مقبوضہ کشمیر کے عوام پاکستان کی ساتھ الحاق کی بجائے خودمختاری چاہتے ہیں، ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ کی کشمیر پر نیت خراب ہے اور وہ یہاں ایک آزاد ریاست قائم کرکے اپنا اڈہ قائم کرنا چاہتا ہے تاکہ ایشیا پر مکمل کنٹرول حاصل کر سکے۔ دوسری طرف روس کے وزیر دفاع کی نقل و حرکت اور ازبکستان میں امریکہ کے جہازوں کی آمد سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ طالبان کے خلاف کوئی بہت گہری سازش تیار کی جارہی ہے۔ لیکن امریکہ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ افغان قوم کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ افغانستان پر کسی امریکی حملے کی صورت میں پاکستان کے لئے بڑی کڑی آزمائش کا وقت ہوگا۔ پوری دنیا دونوں ممالک کو یک جان دو قالب قرار دے رہی ہے لہٰذا اگر پاکستان نے اس مشکل وقت میں افغانستان کی مدد نہ کی تو امریکہ ہمیں بھی جینے نہیں دے گا۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ اسلامی نظام کے قیام اور سودی نظام کے خاتمہ کے ذریعے ہی ہم اللہ کی مدد حاصل کر سکتے ہیں جس کے بعد ہی ہم متوقع سخت حالات کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔

فلسطین کے حالات بڑی تیزی سے جنگ کی طرف جا رہے ہیں کیونکہ امریکی کانگریس نے اسرائیل کے حق اور فلسطین کی مذمت میں قرارداد پاس کرکے قیام امن کی تمام کوششوں کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں ایک طرف یاسر عرفات، اب حماس اور اسلامی جہاد سے مل کر فلسطینی قوت کو یکجا کر رہے ہیں اور دوسری طرف ایہود باراک امن مذاکرات کی مخالف اپوزیشن قوتوں سے مل کر قومی حکومت بنانا چاہتا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں امن کا قیام اب تقریباً ناممکن ہے۔ فلسطینیوں کے قتل عام پر عربوں نے کوئی سخت موقف اختیار نہ کرکے جو کم ہمتی دکھائی ہے اس کے نتیجے میں فلسطینیوں کے سامنے صرف دو راستے کھلے رہ گئے ہیں۔ ایک راستہ یہ ہے کہ فلسطینی مسلمان اسرائیلیوں کے زیردست بن کر رہنا اور دائمی ذلت کی زندگی گزرنا گوارا کر لیں جبکہ دوسرا راستہ یہ ہے کہ وہ عزت اور غیرت کی موت کو گلے لگا لیں۔ دوسرا راستہ اختیار کرنے کی صورت میں ہو سکتا ہے کہ فلسطینیوں کے قتل عام پر عالم اسلام کا ضمیر جاگ اٹھے اور ذلت و مسکنت جو اب امت مسلمہ کا مقدر بن گئی ہے اس سے چھٹکارا ملنے کی کوئی صورت بن سکے۔ OO

(مرتب : فرقان دانش خان)

قارئین توجہ فرمائیں!

پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کا علمبردار "ندائے خلافت" بحمد اللہ گزشتہ تین سالوں سے پابندی کے ساتھ ہفتہ وار شائع ہو رہا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے "ندائے خلافت" اپنی امتیازی خوبیوں کے باعث عوام الناس ہی میں نہیں اہل علم و دانش کے حلقوں میں بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور دلچسپی کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ پاکستان کی اصل منزل یعنی نظام خلافت راشدہ کے قیام کا شعور اجاگر کرنے، اس منزل کے حصول کے لئے سنت و سیرت مطہرہ کی روشنی میں لائحہ عمل کا تعین کرنے اور اس مقصد کے لئے جادہ پیمائی کا آغاز کرنے والے کاروان کی منزل بہ منزل روداد سے آگاہی دینے میں اپنا مثبت کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ عوام کو ضروری دینی رہنمائی فراہم کرنے کی خاطر ہلکے پھلکے معلوماتی مضامین کی اشاعت اور ملکی و ملی صورت حال کا غیر جانبدارانہ، پر مغز سیاسی تجزیہ پیش کرنے میں بھی اس پرچے کا رول مثالی ہے —— قارئین کو بہتر سے بہتر اور مفید معلوماتی مواد فراہم کرنے کی خاطر ہم نے حال ہی میں "ندائے خلافت" میں کچھ نئے سلسلوں کا اجراء کیا ہے جس پر قارئین کی جانب سے عمومی طور پر اظہار پسندیدگی کیا گیا ہے۔

تاہم "ندائے خلافت" کی ادارتی ٹیم کی کاوشوں سے صحیح طور پر استفادے کے لئے ضروری ہوگا کہ قارئین اس پرچے کے فروغ میں اپنا کردار ادا کریں۔ اپنے حلقہ احباب میں اس پرچے کو متعارف کروائیں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس کا قاری اور خریدار بنانے کی کوشش کریں اور یوں ندائے خلافت کے ذریعے لوگوں کی ذہنی و فکری تربیت کا جو مفید کام اللہ کی تائید و توفیق سے سرانجام پا رہا ہے، اس کے دائرہ افادیت کو وسعت دینے میں اپنے حصے کا کردار ادا کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے قارئین "تعاونوا علی البر والتقوی" کے جذبے کے تحت اس معاملے کی طرف ضرور توجہ دیں گے اور اس کار خیر میں اپنا حصہ ڈال کر مستوجب اجر و ثواب بنیں گے۔

یہاں ہم اپنے قارئین کو یہ قدرے ناگوار لیکن ناگزیر اطلاع دینے پر بھی مجبور پاتے ہیں کہ روپے کی قدر میں مسلسل کمی اور کاغذ و طباعت کے بڑھتے ہوئے اخراجات کے پیش نظر ندائے خلافت کی فی شمارہ قیمت میں ایک روپے کے اضافہ کا فیصلہ ادارے کو کرنا پڑا ہے۔ زیر نظر شمارے سے پرچے کی قیمت -/4 روپے فی شمارہ ہوگی۔ تاہم یہ اطلاع قارئین کے لئے موجب مسرت و اطمینان ہوگی کہ سردست سالانہ زر تعاون میں اضافہ نہیں کیا جا رہا۔ گویا مستقل خریداروں کو حسب سابق -/175 روپے سالانہ پر یہ پرچہ ارسال کیا جاتا رہے گا۔ نئے خریدار بھی یکمشت -/175 روپے زر تعاون ادا کرکے سالانہ خریدار بن سکتے ہیں۔

حافظ عاکف سعید

مدیر

پاکستان کی ایٹمی صلاحیت سے دستبرداری نہ صرف ملک وملت بلکہ امت مسلمہ سے بد ترین غداری ہے

کسی کی اچھی شخصیت کو مسخ کر دینا یا کسی نا اہل کو وقت کا ارسطو بنا دینا میڈیا کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے

وزیر اعظم بننے کے لئے معین قریشی کی پیش کردہ شرائط عالم اسلام کے خلاف سازشوں کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے

پاکستان کی بقا اور سلامتی کا واحد راستہ یہی ہے کہ ان شرائط کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا جائے

مرزا ایوب بیگ، لاہور

گزشتہ ہفتے ملک کے نامور اور شہرت یافتہ کالم نویس ارشاد احمد حقانی نے اپنے کالم میں یہ تجویز پیش کر کے اپنے قارئین کو حیران کر دیا کہ امریکہ میں مقیم معین قریشی کو انتہائی اعلیٰ عہدے پر فائز کیا جائے تاکہ ان کی خدمات حاصل کر کے معاشی بحران پر قابو پایا جا سکے۔ انہوں نے بجا طور پر اپنے کالم میں اس خدشے کا اظہار کیا کہ قارئین کی بہت بڑی تعداد میری تجویز کو پسند نہیں کرے گی لیکن میں ملکی مفاد میں جس بات کو صحیح اور بہتر سمجھوں گا اسے کہہ دینے میں کبھی جھجک محسوس نہیں کروں گا۔ راقم بھی عام پاکستانیوں کی طرح معین قریشی کی سامراجی مالیاتی نظام سے گہری وابستگی کی وجہ سے کچھ خدشات ذہن میں رکھتا ہے۔ لیکن حقانی صاحب چونکہ ایک ایسی شخصیت ہیں جس میں پاکستانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور جس کی وطن سے پر خلوص محبت شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ پھر یہ کہ آپ یقیناً اسلام پسند صحافیوں میں سر فہرست ہیں۔ لہٰذا راقم کا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ اس وقت دنیا مکمل طور پر میڈیا کے کنٹرول میں ہے کسی اچھی بھلی شخصیت کو مسخ کر دینا یا کسی احمق اور نا اہل کو وقت کا ارسطو بنا دینا آج کے میڈیا مینجروں کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ عین ممکن ہے کہ معین قریشی کسی طبقہ کی فنکاری کا شکار ہوئے ہوں۔ چنانچہ راقم نے معین قریشی کی ۹۰ روزہ حکومت کا جائزہ لینا شروع کیا تو ایک بات اگرچہ بڑی قابل اعتراض تھی (جسے آگے رقم کیا جائے گا) بعض حضرات کی طرف سے تو ان کے اس قدم کی بھی تاویل کی گئی اور اسے قابل تحسین قرار دیا گیا لیکن اس کے علاوہ ان کی کارکردگی کہیں بھی قابل اعتراض نظر نہ آئی۔ راقم ابھی اسی سوچ بچار میں تھا کہ کہیں معین قریشی کا حلیہ میڈیا نے اپنی نادیدہ قوت سے نہ بگاڑ دیا ہو کہ ہمارے سابقہ بیوروکریٹ اور حالیہ وزیر خارجہ عبدالستار نے اپنی پریس کانفرنس میں ایک بار پھر سی ٹی بی ٹی پر دستخط ثبت کرنے کو پاکستان کے تمام مسائل کیلئے امرت دھارا قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ معاشی بحران کے حل کیلئے سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنا ناگزیر ہے۔

شنید ہے کہ یہ پریس کانفرنس امریکہ کی وزیر خارجہ میڈلین البرائیٹ کی طرف سے ایک خط ملنے پر ہنگامی طور پر طلب کی گئی تھی۔ ابھی اس پریس کانفرنس پر لے دے شروع ہوئی تھی کہ گزشتہ روز یعنی ۱/۳۰ اکتوبر کے روزنامہ جنگ میں ایک دھماکہ خیز خبر شائع ہوئی کہ معین قریشی جب اقوام متحدہ کے میلینیم اجلاس میں جنرل مشرف

تجزیہ

کو ملے تھے تو جنرل مشرف نے انہیں وزیر اعظم بننے کی پیش کش کی تھی لیکن معین قریشی نے یہ عہدہ قبول کرنے کے لئے پانچ شرائط پیش کی تھیں۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ جنرل مشرف نے ان پانچ شرائط پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا البتہ معین قریشی نے کہا تھا کہ وہ جلد ہی پاکستان آئیں گے اور اس سلسلہ میں مزید گفتگو کریں گے۔ چند روز ہوئے معین قریشی پاکستان تشریف لا چکے ہیں اور ایک اجتماع میں یہ کہہ چکے ہیں کہ اگر پاکستان نے معاشی طور پر ڈیفالٹ کیا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ تب راقم کے ذہن میں آیا کہ یہ سب باتیں ایک ہی سلسلہ کی کڑی ہیں۔ معین قریشی کی پیش کردہ پانچ شرائط درج ذیل ہیں :

۱) پاکستان کے نیوکلیر پروگرام تک ان کی رسائی اور اس پر ہر پہلو سے مکمل کنٹرول سمیت فوج کے ساتھ اقتدار میں شرکت برابری کی سطح پر ہوگی۔
۲) سی ٹی بی ٹی پر فوراً دستخط کر دیئے جائیں گے۔
۳) ناموس رسالت ؐ کا قانون ختم کیا جائے اور عبوری آئینی حکم میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی ترمیم منسوخ کر دی جائے۔
۴) دینی مدارس پر پابندی لگائی جائے۔
۵) دفاعی اخراجات میں کمی کی جائے۔

ان شرائط پر تبصرہ کرنے سے پہلے ہم قارئین کو یہ بتانا چاہیں گے کہ معین قریشی نے اپنے سہ ماہی دورِ حکومت میں قابل اعتراض حرکت کی یہ کہ انہوں نے اپنے وزارت عظمیٰ کے قلیل دور حکومت میں حکومت پاکستان کی طرف سے آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کو اتنی بڑی قسط ادا کی تھی جو پاکستان کی طرف سے ادا کی جانے والی اقساط میں ایک ریکارڈ کی حیثیت رکھتی تھی۔ ان دنوں پاکستان کے عام شہری کے سامنے کیونکہ پاکستان کی معاشی حالت کی وہ تصویر نہیں تھی جو آج ہے۔ لہٰذا بعض کارنرز سے یہ بات سامنے آئی تھی کہ ایک لحاظ سے یہ ایک اچھا قدم ہے کہ ہمارے سر سے قرض کا بوجھ کچھ ہلکا ہو گیا۔ لیکن بعد کے حالات اور ان پانچ شرائط کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یکدم اتنی بڑی رقم کی ادائیگی ایک سازش کی کڑی تھی اور اپنے آدمی کا فائدہ اٹھا کر پاکستان کا خون نچوڑ لیا گیا۔

روزنامہ جنگ کی اس خبر میں ایک پر اسرار اضافہ یہ بھی ہے کہ معین قریشی صاحب کو کسی قسم کی تجاویز پیش کرنے کے لئے نہیں کہا گیا تھا البتہ ان تجاویز پر کسی طرف سے کوئی منفی رد عمل سامنے نہیں آیا۔ خبر میں یہ بات راز رکھی گئی ہے کہ یہ وضاحت حکومت نے کی یا کسی اور نے کی ہے تاہم یہ بات تو قابل غور ہے کہ 'خبر کی اشاعت کے ساتھ ہی اسی روز منفی رد عمل کیسے سامنے آ سکتا تھا۔

یہ بات بالکل الگ ہے کہ حکومت اس پاگل پن کی حد تک پہنچتی ہے یا نہیں کہ یہ شرائط تسلیم کر کے معین قریشی

صاحب کی خدمت عالیہ میں وزارت عظمیٰ کی کرسی پیش کرے۔ ہمیں تو ان شرائط کا تجزیہ کرنا ہے اور اسی حوالہ سے قریشی صاحب کی شخصیت کے بارے میں رائے قائم کرنا ہے۔

یہ انتہائی ناپسندیدہ اور اشتعال انگیز شرائط پاکستان کی سلامتی اور قوم کے دین و ایمان پر بدترین حملہ کرنے کے مترادف ہیں۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ ان شرائط کو تسلیم نہ کرنے کی صورت میں ہم ڈیفالٹر ہو جائیں گے' بھوکے مر جائیں گے' پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے' مغرب ہم سے روٹھ جائے گا' امریکہ قہر بن کر نازل ہو جائے گا' زمینی "رب" ناراض ہو گیا تو زمین ہم پر تنگ ہو جائے گی۔ کشمیر تو ملا ہے نہ ملے گا' بھارت ہمیں چیر پھاڑ دے گا' سندھو دیش وجود میں آجائے گا' بلوچستان کو ایران ہڑپ کر جائے گا' پنجاب سکھوں کی نظر ہو جائے گا' سرحد کو افغانستان کے ساتھ ہی زمین بوس کر دیا جائے' اس سے زیادہ بھی اگر کچھ ہو سکتا ہے تو ہو جائے تب بھی ان شرائط کو پائے حقارت سے ٹھکرا دینا چاہئے۔ ان شرائط کو تسلیم کرنے سے دنیا میں ذلت اور آخرت میں رسوا کر دینے والے عذاب کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ پاکستان یحییٰ اور بھٹو دور میں بھی ڈیفالٹ ہو جانے کی صورت حال سے دوچار ہوا تھا۔ لیکن یحییٰ خان جیسے حاکم نے ڈالروں میں قرض ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ بھٹو نے آئی ایم ایف کو بری طرف دھتکار دیا تھا۔ پھر ۶ ماہ پاکستان کی طرف سے کوئی رابطہ نہ ہوا تو بالآخر خود ہی IMF نے رابطہ کیا اور پاکستان کی شرائط پر قرضہ دینے کو تیار ہو گئے۔

سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کو ہمارے بعض دانشور اس معاہدے میں درج ان نکات کے حوالے سے لیتے ہیں کہ اس سے ہماری ایٹمی صلاحیت ختم نہیں ہو جائے گی۔ ہماری رائے میں یہ کہہ کر وہ انتہائی سادگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہمارے دشمن F.M.C.T اور N.P.T کے ذریعے ہماری ایٹمی صلاحیت ختم کرنے کا مکمل پروگرام رکھتے ہیں۔ C.T.B.T پر دستخط اس سمت پہلا قدم ہے۔ آج ہمیں جزوی مجبوری ہے تو ہماری ایٹمی صلاحیت کے آگے عارضی بند باندھا جا رہا ہے جلد ہی ہمیں مکمل طور پر مجبور اور معذور کر کے ایٹمی پروگرام مکمل طور پر رول بیک کرایا جائے گا اور کون نہیں جانتا کہ ایسا کرنا اپنی سلامتی اور حفاظت سے دستبردار ہونا ہے۔ ناموس رسالتؐ کے قانون کو ختم کر کے دشمنان اسلام اگر ایک طرف شمع رسالت کے پروانوں کی غیرت کو چیلنج کرتے ہیں تو دوسری طرف اس حماقت سے بے چاری اقلیتوں کو خواہ مخواہ غیر محفوظ کر دیتے ہیں کیونکہ ناموس رسالتؐ کے قانون کا خاتمہ کئی غازی علم دین شہید پیدا کر دے گا۔

ہم اگرچہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کوئی حکومت ان احمقانہ شرائط پر غور کرنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتی لیکن پھر بھی احتیاط کے طور پر عرض کئے دیتے ہیں کہ یہ کوئی بلدیاتی نظام یا سیاسی جماعتوں کے ایکٹ میں تبدیلی نہیں ہے اور تاجروں سے سروے فارم بھروانے کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ پاکستان کی بقا اور سلامتی کا مسئلہ ہے اور مسلمانان پاکستان کی دینی غیرت کو چیلنج کرنے کا معاملہ ہے۔ اگر یہ رن پڑا تو مسلمان جان کی پرواہ کرے گا نہ جہان کو کوئی وقعت دے گا۔ جس قوم کے سپوتوں نے محض تحریک نظام مصطفیٰ کا لیبل لگانے پر گریباں چاک کر کے ہنستے مسکراتے ہوئے گولیاں کھائی تھیں وہ ناموس رسالت پر حرف آتا کیسے برداشت کریں گے۔ یہ بھی سن لیں کہ اگرچہ وطن عزیز پاکستان اللہ رب العزت کی رحمت اور کرم کے صدقے سے سلامت اور محفوظ ہے۔ عالم واقعہ میں ہر شے کا کوئی سبب ہوتا ہے اسی طرح پاکستان کی حفاظت اس وقت ظاہری طور پر ایٹمی ڈیٹرنٹ کے سبب ہے' اس صلاحیت کو کھونا نہ صرف ملک اور قوم سے بلکہ امت مسلمہ سے بھی بدترین غداری ہوگی!!

خبرنامہ اسلامی امارت افغانستان /ضربِ مومن' ۲۰ تا ۲۶/۱ اکتوبر ۲۰۰۰ء

علماء و حکام پوست کی کاشت پر پابندی یقینی بنائیں ○ ملا محمد عمر

حضرت امیر المومنین نے علماء کی صوبائی اور ضلعی کونسلوں کے نام ایک فرمان میں کہا ہے کہ ملک بھر میں پوست کی کاشت بند کرانے کے لئے کمشنروں اور گورنروں کو عملی اقدامات کا حکم دے دیا ہے اسی طرح علماء پر بھی لازم ہے کہ وہ اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کریں۔ مواعظہ حسنہ کے ذریعے لوگوں کو منشیات کی کاشت اور استعمال کے اضرار اور نقصانات سے باخبر کریں اور ان میں یہ شعور بیدار کریں کہ پوست کی کاشت پر پابندی امارت اسلامیہ کو تسلیم کرانے کے لئے نہیں لگائی گئی ہے اور نہ ہی کسی ملک سے مالی تعاون حاصل کرنے کے لئے یہ کام کیا گیا ہے بلکہ یہ سب کچھ ایک اعلیٰ مقصد اور حکمت کے پیش نظر کیا گیا ہے لوگوں کو چاہئے کہ وہ جائز و ناجائز کی بحث میں نہ الجھ پڑیں اور اس حکم کی تعمیل کو اپنے اوپر واجب سمجھ لیں رزق کا کفیل نہ ہمارے ہاتھ میں ہے اور نہ کسی اور کے ہاتھ میں اور نہ ہی صرف پوست کی کاشت رزق کا ذریعہ ہے اس کے لئے دوسرے ذرائع بھی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ رزق میں فراوانی کی خاطر متبادل ذریعے نصیب فرمائیں۔

ازبکستان کی طرف سے طالبان حکومت کو تسلیم کرنے پر آمادگی

ازبکستان کے صدر اسلام کریموف نے اعلان کیا ہے کہ ان کا ملک طالبان حکومت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے۔ طالبان نے مختصر مدت میں ملک کے ۹۵ فیصد علاقے پر اپنا تسلط قائم کر کے لوگوں کو امن و سلامتی سے بہرہ ور کیا ہے۔ افغان عوام انہیں تسلیم کرتے ہیں اس لئے ہم بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ طالبان نے شہریوں کی امن و سلامتی کو ممکن بنایا ہے' جرائم پر قابو پانے میں بھی کامیابی حاصل کی ہے اور اسلامی نظام نافذ کر کے افغان جہاد کے ایک بنیادی تقاضے کی تکمیل بھی کر دی ہے۔ امریکا' روس' بھارت' اسرائیل اور بعض دوسرے مغربی ممالک افغانستان کو نسلی اور لسانی بنیادوں پر تقسیم کرنے کی جو سازش کر رہے تھے طالبان نے اسے ناکام بنا دیا ہے۔ اب تک صرف پاکستان' سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات نے ہی طالبان کو تسلیم کیا ہے اور اقوام متحدہ میں سابقہ حکومت کو ابھی تک افغانستان کی نمائندگی کا درجہ حاصل ہے۔ اقوام متحدہ کی طرف سے افغانستان کے خلاف پابندیاں بھی ایک ظالمانہ اقدام ہے۔ کم از کم مسلمان ممالک کو طالبان حکومت کو تسلیم کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے اور طالبان حکومت کے خلاف اقوام متحدہ کی پابندیوں کے خلاف آواز بلند کرنی چاہئے۔ جنگ زدہ افغانستان کو تعمیر و ترقی کے لئے جن وسائل کی ضرورت ہے اسلامی ممالک ان کی فراہمی میں بھی مدد دے کر مذہبی اور اخلاقی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔

اہل تخار نے امارت اسلامیہ کی بھرپور حمایت کا اعلان کر دیا

تخار کے مقامی عوام نے شمالی اتحاد کے خلاف امارت اسلامیہ کا بھرپور ساتھ دینے کا اعلان کر دیا ہے۔ عوام کے نمائندہ وفد نے جس کی قیادت تخار کے رئیس اعظم عبدالقیوم باقی کر رہے تھے' نے طالبان کے چیف کمانڈر ملا فضل محمد کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خدمات رضاکارانہ طور پر پیش کی ہیں۔ تخار کے سب سے بڑے زمیندار عبدالقیوم باقی جو سینکڑوں دیہاتوں کے مالک ہیں اور رفاہی کاموں میں مصروف ہیں انہوں نے امارت اسلامیہ کے نفاذ کے لئے سینکڑوں نوجوان فراہم کرنے کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں آئندہ اپنی جائیداد سے حاصل ہونے والا عشر امارت اسلامیہ کے بیت المال میں جمع کراؤں گا۔ پرانے مجاہد پلوان ابراہیم اور حاجی محمد عمر نے بھی اپنے اپنے علاقوں سے افرادی قوت فراہم کرنے اور امن قائم کرنے کا عہد کیا۔ امارت اسلامیہ کی طرف سے انہیں اپنے علاقوں کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔

خلفاءِ راشدین، آئیڈیل حکمران

مرزا ندیم بیگ

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک گورنر نے اپنے گھر کے باہر ڈیوڑھی بنالی اور ایک دربان کھڑا کرلیا۔ اس صورتِ حال کا علم جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوا تو آپ نے فوراً ایک صحابی کو اس گورنر کے نام خط دے کر بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ جاتے ہی ڈیوڑھی کو آگ لگادینا اور اس سے کہنا کہ "لوگوں کو ان کی ماؤں نے آزاد جنا ہے' تم نے کب سے انہیں اپنا غلام بنالیا ہے۔"

چند روز پہلے اخبارات میں ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ وزیراعظم کے ترقیاتی منصوبے میں زبردست گھپلے ہوئے ہیں جس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس منصوبے کا ابتدائی تخمینہ ۱۷ کروڑ روپے تھا مگر بغیر کسی منظوری کے یہ منصوبہ ایک ارب ۱۵ پندرہ کروڑ روپے تک پہنچ گیا۔

قارئین محترم دنیا کی سپرپاور امریکہ کا صدارتی محل اور گھر وائٹ ہاؤس کا رقبہ صرف ۲۶ ایکڑ ہے مگر امریکہ کے دست نگر' آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مقروض' غریب اور ترقی پذیر ملک پاکستان کے وزیراعظم سیکرٹریٹ کا رقبہ ۴۲۶ ایکڑ ہے۔ اس میں لگنے والا فانوس صرف ۲ کروڑ' قالین صرف ۳۰ لاکھ' ایک دروازہ صرف ۵ لاکھ' کچرے اور گند کے لئے کوڑے دان صرف ۳ لاکھ' وزیراعظم کے دفتر میں استعمال ہونے والی میز صرف پونے تین لاکھ' چائے کے لئے میز صرف ۲ لاکھ ۹۰ ہزار ۹ سو روپے اور ڈائیننگ روم کا فرنیچر صرف ایک کروڑ روپے میں خریدا گیا۔

اسلام آباد میں واقع اس عظیم الشان وزیراعظم سیکرٹریٹ میں غریبوں کی ہمدردی میں تسبیح پڑھنے والی بے نظیر اور غریبوں کے دکھ پر بے ساختہ رونے والے نواز شریف پاکستان میں بڑھتی ہوئی غربت اور افلاس کے خاتمے کے لئے غور کیا کرتے تھے اور یہ حکمران اس عوام کے رہنما تھے جس کے پاس بچوں کی تعلیم' ان کے علاج و معالجے' مکان کے کرائے اور حد تو یہ ہے کہ دو وقت کی روٹی کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں۔ حالانکہ وزیراعظم سیکرٹریٹ کی چھت کی زینت بننے والے فانوس کی قیمت سے غریبوں کی کچی بستیوں میں کئی سکول اور ہسپتال بن سکتے تھے۔

مگر ہمارے حکمرانوں کو غریب عوام سے کیا سروکار؟ کیونکہ ان کے بچے تو دبئی اور امریکہ کے اعلیٰ سکولوں اور کالجوں میں پڑھتے ہیں اور جرنیلوں کے بچوں کے لئے ہمارے ملک میں بھی کئی ایچی سن اور اس جیسے معیار کے کئی کیڈٹ سکول اور کالجز ہیں لہٰذا انہیں عوام اور ان کی حالت سے کیا غرض ہو سکتی ہے۔

عظیم الشان وزیراعظم سیکرٹریٹ کے علاوہ ہمارے حکمرانوں کو ایسی مراعات حاصل ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا' ان میں سے بعض مراعات تاحیات حاصل رہتی ہیں۔ مشرف حکومت نے بھی ملک میں غربت کے بڑھتے ہوئے طوفان کو روکنے کے لئے غربت مکاؤ پروگرام کے نام پر ۳۰ کروڑ ڈالر کی رقم لے رکھی ہے' انہوں نے اقتدار میں آتے ہی سب سے پہلے ملک کے غریب ترین شخص صدر پاکستان کی تنخواہ میں ۱۵۰ فیصد اضافہ کر کے ثابت کردیا کہ موصوف واقعی غریب عوام کا درد اپنے سینے میں رکھتے ہیں اور مزید یہ کہ غربت اور بیرونی قرضوں کا بوجھ کم کرنے کے لئے سرکاری اراضی فروخت کرنے کا "عظیم الشان" فیصلہ کیا گیا ہے۔ جب کہ یہ حقیقت ہے کہ اگر وزیراعظم سیکرٹریٹ اور لاہور کے گورنر ہاؤس کی صرف اراضی کو فروخت کر دیا جائے تو ملک بیرونی قرضوں سے آزاد ہو سکتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب منصب خلافت سنبھالا تو آپ نے فرمایا کہ "میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ سرکاری طور پر میرے لئے کس قدر مراعات لینا جائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دو جوڑے کپڑے جن میں ایک سردی اور ایک گرمی کے موسم کے لئے' ایک سواری جس پر میں حج کر سکوں اور میرے اور میرے اہل و عیال کی خوراک بس اتنی کہ ایک متوسط الحال قرشی کے برابر ہو" جبکہ اس کے برعکس ہمارے حکمرانوں کے پالتو کتوں' بلیوں اور گھوڑوں کو خوراک اور علاج معالجے کی جو سہولتیں میسر ہیں وہ معاشرے کے کھاتے پیتے لوگوں کو میسر نہیں ہیں۔ بلکہ آزاد پاکستان کے آزاد شہریوں کی حالت تو یہ ہے کہ اینٹوں کے بھٹے پر تمام عمر کام کرنے والے مزدور کو چھت بھی نصیب نہیں۔ لوگوں کے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے والا سکول ماسٹر اپنی قلیل تنخواہ سے اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلا سکتا۔ دواساز کمپنیوں میں کام کرنے والا مہنگائی کی وجہ سے خود علاج کے لئے دوا دارو خریدنے کا متحمل نہیں ہے اور اگر یہ کیفیت اسی رفتار سے جاری رہی تو غربت کی چکی میں پسنے والے اور عالیشان محلات میں دنیا کی آسائشوں سے لطف اندوز ہونے والے طبقات میں ہونے والی خانہ جنگی کو کوئی نہیں روک سکے گا۔

احتساب کا راگ الاپنے والی موجودہ حکومت کا بھی فرض ہے کہ اپنی مراعات کو قربان کرے اور ملکی خزانے کو لوٹنے والے لٹیروں کو جرم ثابت ہونے کے بعد عوام کے سامنے اس طرح لٹکا دے جیسے ڈگریاں رکھنے والا نوجوان بے روزگاری کے ہاتھوں تنگ آکر پھندے سے جھول جاتا ہے اور دوسری طرف حکمران بھی فرعون' قارون اور نمرود جیسا انداز حکمرانی اختیار نہ کریں بلکہ آئیڈیل خلفاءِ راشدین کو بنائیں۔

بقیہ : گوشہ خواتین

خوش خوش اللہ کا شکر ادا کرتی ہوئی واپس لوٹ گئیں اور انہوں نے اس پر کسی انقباض کا اظہار نہیں کیا۔

اس واقعہ میں ہماری خواتین کے لئے یہ سبق ہے کہ ہماری محنت و کوشش کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ ہم اللہ کے ہاں اپنی ذمہ داریوں سے بری الذمہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اگر ایک ذمہ داری ڈالی ہی نہیں تو خواہ مخواہ اپنے اوپر اس ذمہ داری کا بوجھ لاد لینا اپنی جان پر ظلم کے مترادف ہے۔

دعائے صحت

امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی آنکھ میں موتیا اُترنے کے باعث جمعرات 2 نومبر کو ان کی آنکھ کا آپریشن ہے۔ رفقاء و احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر تنظیم اسلامی کو شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ (آمین)

دعائے مغفرت

ندائے خلافت کے ادارتی معاون مرزا ندیم بیگ کی والدہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھَا وَارْحَمْھَا وَاَدْخِلْھَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

اقامت دین کی جدوجہد اور خواتین

تحریر: ڈاکٹر اسرار احمد

فرائض دینی کی تیسری منزل اقامت دین' اسلامی انقلاب یا تکبیر رب ہے۔ اس سطح پر ایک ایسی منظم جماعت کی تشکیل ناگزیر ہے' جس کی حیثیت ایک بنیانِ مرصوص کی ہو اور جو باطل نظام کی تبدیلی کیلئے نہ صرف یہ کہ ایک عوامی تحریک برپا کر سکے بلکہ جہاد و قتال کے مراحل سے گزرنے کا حوصلہ بھی رکھتی ہو۔ یہ وہ ذمہ داری ہے جو انتہائی ناگزیر حالات اور ہنگامی صورتِ حال کے سوا خواتین کے دائرہ کار سے بالکل خارج از بحث ہے۔ اللہ نے انہیں اس ذمہ داری سے بری کیا ہے۔ اس ضمن میں بعض خواتین نے بھی ہجرت کی ہے' اور اس راہ میں خواتین کی گردنیں بھی کٹی ہیں۔ مثلاً حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت یاسرؓ کے ساتھ جان قربان کی ہے اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہجرت کی ہے۔ تو چونکہ جان کا نذرانہ دینا اور ہجرت کرنا صحابیات رضی اللہ عنہن سے ثابت ہوا' لہٰذا خواتین کو بھی اللہ کی راہ میں سربکف نکلنا چاہئے۔ اس استدلال میں جو مغالطہ ہے اسے سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اصل میں ان خواتین صحابیات رضی اللہ عنہن کی ہجرت اور شہادت کی نوعیت پہلی منزل ہی کے تتمہ کی تھی۔ کیونکہ اگر ایمان پر گردن کٹتی ہو' جو اسلام کی پوری عمارت کی جڑ اور بنیاد ہے تو مسلمان خاتون بھی مسلمان مرد کی طرح اپنی گردن کٹوائے گی اور یہاں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ حضرت سمیہؓ نے توحید کی بنیاد پر جان دی ہے۔ ابو جہل دباؤ ڈال رہا تھا کہ توحید سے برگشتہ ہو جاؤ اور شرک کی روش اختیار کرو' میرے معبود کی بھی کچھ نہ کچھ الوہیت تسلیم کرو۔ حضرت سمیہ اور ان کے شوہر حضرت یاسر (رضی اللہ عنہما) نے اس سے انکار کیا اور دونوں شہید کر دیئے گئے۔ لیکن یہ بجائے خود "قتال فی سبیل اللہ" اور میدان میں آکر باطل سے پنجہ آزمائی کا مرحلہ نہیں ہے' بلکہ انہوں نے ایمان پر ثابت قدم رہتے ہوئے ہر جبر و تشدد کو برداشت کیا' حتیٰ کہ اپنی جان قربان کر دی۔ اور آج بھی اگر کسی مؤمنہ مسلمہ خاتون کیلئے ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ اسے کفر اختیار کرنے یا جان کا نذرانہ دینے میں سے ایک بات کا انتخاب کرنا پڑے تو اس کے لئے عزیمت کی راہ یہی ہے کہ وہ کفر اختیار کرنے کی بجائے اپنی جان قربان کر دے' اگرچہ اسلام نے رخصت کا راستہ اختیار کرنے کی اجازت بھی دی ہے کہ اگر دل میں کفر کا شائبہ پیدا نہ ہو تو کلمۂ کفر کہہ کر جان بچائی جا سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت یاسرؓ کے صاحبزادے عمارؓ نے یہی کیا تھا کہ وقتی طور پر کلمۂ کفر کہہ کر جان بچالی۔ اسی طرح ہجرت کا معاملہ ہے کہ جہاں دین پر قائم رہنا ممکن نہ رہے وہاں سے ہجرت کر جانا مسلمان مرد و عورت دونوں کیلئے لازم ہے۔ چنانچہ حضرت رقیہ' حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور دیگر خواتین نے اپنے محرموں کے ساتھ ہجرت کی' کیونکہ مکہ میں رہتے ہوئے ان کے لئے توحید پر قائم رہنا ناممکن ہو گیا تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرب میں جو انقلابی تحریک برپا کی اور جس طرح جہاد و قتال کے مراحل طے کئے اس میں خواتین کہیں شریک نظر نہیں آتیں۔ اس ضمن میں مَیں نے جو چند باتیں نوٹ کی ہیں' وہ آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

گوشہ خواتین

حضور ﷺ نے ہجرت کے فوراً بعد جو آٹھ مہمیں بھیجی ہیں' ان میں کسی خاتون کا کوئی تذکرہ تک موجود نہیں۔ اللہ کی راہ میں سب سے پہلی باقاعدہ جنگ غزوۂ بدر رہے' جسے قرآن "یوم الفرقان" سے تعبیر کرتا ہے' اور اس کی تمام تفاصیل کتب حدیث و سیرت میں موجود ہیں۔ اس میں کسی خاتون کی شرکت کا کوئی تذکرہ نہیں۔ اب ہمیں یہیں سے تو سمجھنا ہے کہ دین کا مزاج کیا ہے اور دین کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریاں کیا ہیں؟ دین کا ہم سے مطالبہ کیا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ جہاد و قتال کے ضمن میں خواتین کی کچھ ایسی ذمہ داریاں ہوتیں جو حضور ﷺ ہمیں نہ بتاتے؟ معاذ اللہ' ثم معاذ اللہ آپؐ اگر ایسا کرتے تو اللہ کے ہاں آپؐ کی بہت سخت مسئولیت ہو جاتی۔ تو ہمیں یہ معروضی طور پر (Objectively) سمجھنا ہے کہ خواتین کی ذمہ داریاں کیا ہیں' نہ کہ خود اپنی طرف سے کچھ اضافی ذمہ داریاں عائد کرنا ہیں۔ صرف غزوۂ احد میں خواتین کی میدان جنگ میں موجودگی کا ذکر ملتا ہے جبکہ انتہائی ایمرجنسی کی کیفیت پیدا ہو چکی تھی۔ مدینہ منورہ میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کی اطلاع پہنچی تھی اور اس کے ساتھ یہ خبر بھی اڑ گئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ بھی شہید ہو گئے ہیں۔ اس پر پورے مدینے کے اندر ایک کہرام مچ گیا تھا۔ یہ معرکہ مدینے سے ڈھائی تین میل کے فاصلے پر ہو رہا تھا۔ چنانچہ کچھ خواتین والہانہ انداز میں دامن احد کی طرف دوڑیں اور انہوں نے زخمیوں کو پانی بھی پلایا اور ان کی مرہم پٹی وغیرہ بھی کی۔ یہ ایک بالکل ہنگامی صورت حال اور استثنائی کیفیت تھی۔ اس طرح کی استثنائی ہنگامی صورت حال اب بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک ضروری بات نوٹ کرنے کی ہے کہ غزوۂ احد تک ابھی حجاب کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد غزوۂ خندق میں' جو شدید ترین آزمائش کا مرحلہ تھا اور جس کے بارے میں قرآن مجید میں ﴿وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝﴾ "اور بڑی شدت سے ہلا ڈالے گئے!" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں' کوئی [illegible] جنگ پر نہیں آئیں۔ بلکہ وہاں خواتین کو ایک بڑی حویلی کے اندر جمع کر دیا گیا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ ایک یہودی مشتبہ حالت میں ادھر آ رہا تھا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خیمے کی چوب نکال کر اسے ضرب لگا کر مار دیا۔ یاد رہے کہ حجاب کا حکم اولاً سورۃ الاحزاب میں آیا ہے جو غزوۂ احزاب کے بعد نازل ہوئی ہے' جبکہ سورۃ النور مزید ایک سال بعد ۶ھ میں نازل ہوئی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے متعلق روایت ہے کہ وہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ مجھے عورتوں کی ایک جماعت نے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔ عرض یہ ہے کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ ہم آپؐ پر ایمان لائیں اور ہم نے آپؐ کی پیروی کی۔ لیکن ہم عورتوں کا حال یہ ہے کہ ہم پردوں کے اندر رہنے والیاں اور گھروں کے اندر بیٹھنے والیاں ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ مرد ہم سے اپنی خواہش پوری کر لیں اور ہم ان کے بچے لادے لادے پھریں۔ مرد جمعہ و جماعت' جنازہ و جہاد ہر چیز کی حاضری میں ہم سے سبقت لے گئے۔ وہ جب جہاد پر جاتے ہیں تو ہم ان کے گھر بار کی حفاظت کرتی ہیں اور ان کے بچوں کو سنبھالتی ہیں۔ تو کیا اجر میں بھی ہم کو ان کے ساتھ حصہ ملے گا؟ آنحضور ﷺ نے ان کی یہ فصیح و بلیغ تقریر سننے کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا آپ لوگوں نے اس سے زیادہ بھی کسی عورت کی عمدہ تقریر سنی ہے' جس نے اپنے دین کی بابت سوال کیا ہو؟ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے قسم کھا کر اقرار کیا کہ نہیں یا رسول اللہؐ! اس کے بعد آنحضرت ﷺ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے اسماء! میری مدد کرو' اور جن عورتوں نے تمہیں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے ان تک میرا یہ جواب پہنچا دو کہ تمہارا اچھی طرح خانہ داری کرنا' اپنے شوہروں کو خوش رکھنا اور ان کے ساتھ سازگاری کرنا مردوں کے ان سارے کاموں کے برابر ہے جو تم نے بیان کئے ہیں۔ حضرت اسماء رسول اللہ ﷺ کی یہ بات سن کر

(باقی صفحہ ۷ پر)

این جی اوز کی حقیقت

نعیم اختر عدنان

"این جی اوز" یعنی غیر سرکاری (سماجی) تنظیمیں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں' ان کا دائرہ کار کافی وسیع ہی نہیں بہت گہرا اور گھمبیر بھی ہے۔ ان این جی اوز کی سرپرستی دنیا کی ترقی یافتہ اور دولت مند اقوام کرتی ہیں۔ ان ترقی یافتہ اقوام کے اپنے مقاصد ہیں جن کی تکمیل کے لئے طویل المعیاد منصوبے بنا کر انہیں عملی جامہ پہنایا جاتا ہے۔ مسلم اور غیر مسلم خصوصاً غریب اور پسماندہ ممالک میں ترقی یافتہ اور غالب اقوام اپنے علانیہ اور غیر علانیہ مقاصد کی تکمیل کے لئے ان این جی اوز ہی کو اپنے آلہ کار کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔ نواز شریف حکومت کے وزیر باتدبیر پیر بنیامین رضوی نے این جی اوز کا اصل چہرہ بے نقاب کرنے کے لئے گویا ان کا ناطقہ بند کر دیا اور ان تنظیموں کی لوٹ مار کو پریس کے ذریعے بے نقاب کرنا شروع کیا مگر شومئی قسمت ۱۲/ اکتوبر ۹۹ء کو نواز شریف کی حکومت ختم کر دی گئی اور جنرل پرویز مشرف ملک کے چیف ایگزیکٹو بن گئے۔ پرویز مشرف حکومت کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ قرار پائی کہ "این جی اوز" کو بلا شرکت غیرے اور پورے دھوم دھڑکے کے ساتھ ملک کے اقتدار اعلیٰ میں شریک کر لیا گیا۔ خود جنرل پرویز مشرف نے عالمی پریس میں "سگ بدست" تصویر شائع کرائی۔

اس تصویر کے پریس میں چھپتے ہی پاکستان کی دینی قیادت نے جنرل پرویز مشرف کو آڑھے ہاتھوں لیا "شریف" اور "مشرف" حکومت میں کچھ فرق تو ہونا ہی چاہئے تھا۔ ہمارے نزدیک ملک پر این جی اوز کی حکمرانی موجودہ حکومت کی واحد امتیازی خصوصیت ہے جس کی مثال تلاش کرنا "کارِ طفلاں" بلکہ کار بے بنیاد ہے۔ این جی اوز کے خواتین نما مرد اور مرد نما خواتین "خسروانِ حکومت" بن کر رموزِ مملکت میں شریک ہیں۔ ملک کی دینی قیادت جس میں جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد' جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن' جمعیت علماء پاکستان کے قائد مولانا شاہ احمد نورانی' تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد' چند ایسے قابل ذکر نام ہیں جو ملک و ملت کے وسیع تر مفاد کے لئے "این جی اوز" کے مذموم مقاصد کو تسلسل کے ساتھ بے نقاب کر کے قابل قدر بلکہ بروقت خدمت انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ اس قیادت نے این جی اوز کے ہاتھوں "یرغمال" بلکہ "کھلونا" بننے والی حکومت کو مجبور کر دیا کہ وہ توہین رسالت کے قانون میں "مجوزہ ترمیم" کو واپس لینے پر مجبور ہو گئی۔ مشرف حکومت کی اس پسپائی سے این جی اوز اور ان کے "عالمی خداؤں" میں تشویش کی لہر دوڑ گئی کہ مشرف حکومت تو ملک کی دینی قیادت کا ایک "وار" بھی نہ سہہ سکی۔

ابھی این جی اوز مافیا کے ہاں صف ماتم بچھی ہوئی تھی کہ این جی اوز کے پس پردہ اصل قوت یعنی قادیانی ٹولہ دینی قیادت کی تنقید کا ہدف بن گیا۔ چنانچہ ملک کی دینی جماعتوں نے ملک کے آئین کی طرح معرضِ التواء میں پڑنے والی اسلامی دفعات کو مؤثر بنانے کے لئے ایسی زوردار اور مؤثر آواز بلند کی کہ مشرف حکومت اسلامی دفعات کو عبوری آئین کا حصہ بنانے پر مجبور ہو گئی۔ ان دونوں اقدامات سے این جی اوز اور قادیانی ٹولے کی امیدوں پر اوس پڑ گئی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس سازشی اور منافق دین و ملت ٹولے کی منافقت بے نقاب ہوتی جا رہی ہے۔ این جی اوز کی بے تاج "ملکہ" محترمہ عاصمہ جہانگیر اپنے جیسی دیگر چھ خواتین کے ہمراہ بھارت میں اپنے "فن" کا مظاہرہ کرنے پہنچ گئیں۔ ان خواتین نے بھارتی فوجیوں کو اپنے نرم و نازک ہاتھوں سے مٹھائی کھلائی بلکہ عاصمہ جہانگیر نے تو وہاں پر مشہور پنجابی ڈانس "کِکلی" بھی پرفارم کیا۔ جاوید جبار ہوں کہ عمر اصغر خان' شاہین عتیق الرحمان ہوں کہ بیگم عطیہ عنایت اللہ' ایک ہی قماش کے حامل مرد و خواتین کا یہ ٹولہ ملک و ملت کی اسلامی شکل و صورت مسخ کرنا چاہتا ہے۔ مگر اللہ اور رسول ﷺ کے دین کا محافظ و علمبردار طبقہ خم ٹھونک کر میدان عمل میں موجود ہی نہیں بلکہ قادیانی ٹولے اور این جی اوز کے پیچھے "ہاتھ دھو کر" پڑا ہوا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی گزشتہ دنوں فیروز والا میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس میں خطاب کے لئے تشریف لائے تو انہوں نے قادیانی ٹولے کی خبر لینے کے ساتھ "این جی اوز" کے ساتھ بھی "دو دو ہاتھ" کئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے فرمایا کہ "غیر سرکاری تنظیموں کا یہ ٹولہ یہودیوں اور عیسائیوں کا پروردہ ہے' ان کا یک نکاتی ایجنڈا اسلام اور مسلم دشمنی پر مشتمل ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کی ذریت معنوی و صلبی اپنی جون (شکل) بدل کر این جی اوز کے روپ میں ملک کے اقتدارِ اعلیٰ پر قابض ہو چکا ہے۔ مدینہ کی اسلامی ریاست کے خلاف یہودی اور منافق جس طرح کی سازشیں کرتے تھے' اس طرح کا منافقانہ کردار این جی اوز اور قادیانی ٹولہ ادا کر رہا ہے۔ منافقین مدینہ اور یہود کی طرح ملک کے استحکام کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کے لئے افواہیں پھیلانا اور اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرنا این جی اوز مافیا کا محبوب اور دل پسند مشغلہ بن چکا ہے"......... مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا فضل الرحمٰن این جی اوز کے بارے میں کافی کھلی ڈلی باتیں کر رہے ہیں جنہیں سن کر ہمارا ناتواں قلم بھی متحرک ہونے پر مجبور ہو گیا ۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے زیر اہتمام ماہانہ تربیتی اجتماع

نئے نظام العمل کی تنفیذ کے بعد تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے زیر اہتمام تیسرا ماہانہ اجتماع بمقام انکم ٹیکس کالونی مسجد منعقد ہوا۔ اس پروگرام کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں پہلی مرتبہ صرف ایک اسرے کو پورا پروگرام منعقد کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس اولین پروگرام کے انعقاد کی ذمہ داری اسرہ انکم ٹیکس کالونی کے حصے میں آئی۔ حافظ عبد اللہ محمود اس اسرے کے نقیب ہیں۔

پروگرام کا آغاز درس قرآن حکیم سے ہوا۔ سورۃ الفاتحہ کو موضوع بناتے ہوئے جناب حافظ ابراہیم شیخ صاحب نے بڑی خوبصورتی سے نماز میں اللہ اور بندے کا باہمی ربط و تعلق بیان کیا۔ درس حدیث حافظ عبد اللہ محمود نے دیا۔ توکل علی اللہ اور اخلاص للہ کو موضوع بناتے ہوئے مقرر نے حدیث مبارکہ کی روشنی میں بندۂ مومن کی معراج رضائے الٰہی کا حصول بیان کیا۔ پروگرام کا اگلا حصہ سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم پر مشتمل تھا' اس سلسلے میں سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مطالعہ راقم کی ذمہ داری ٹھہری۔ پروگرام کا آخری حصہ امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تصنیف "قرب الٰہی کے دو مراتب... تقرب بالفرائض اور تقرب بالنوافل" کی تلخیص اور بیان پر مشتمل تھا جس کی ذمہ داری محترم اعجاز خان صاحب نے سرانجام دی۔ پروگرام کو شعیب نذیر نے کنڈکٹ کیا اور نہ صرف انہوں نے مقررین کے مخصوص عنوانات کو باہم مربوط کیا ان کے اپنے اظہار بیان کو بھی تمام حاضرین نے بے حد سراہا۔

آخر میں امیر تنظیم' جناب غازی وقاص صاحب نے پروگرام کی افادیت کے حوالے سے اظہار خیال کیا۔ دعا کے بعد یہ پروگرام ختم ہوا۔ (رپورٹ : عابد محمود)

"کیا آپ BUSY ہیں؟

شیطانوں کے ایک عالمی کنونشن کی روداد

جناب طاہر سلیم کے ذریعے موصول ہونے والا ایک دلچسپ ای میل

(اخذ و ترجمہ : حافظ محمد ندیم الحسن)

ایک مرتبہ شیطان نے ایک عالمی کنونشن کا انعقاد کیا۔ اپنے چیلوں (بدی کے کارکنوں) سے ابتدائی خطاب میں اس نے کہا، ہم مسلمانوں کو مسجد جانے سے باز نہیں رکھ سکتے۔ ہم انہیں قرآن پڑھنے اور سچائی جاننے سے بھی منع نہیں کر سکتے۔ حتیٰ کہ ہم انہیں اس بات سے بھی نہیں روک سکتے کہ وہ اللہ کے فرمانبردار بندے نہ بنیں۔ اگر وہ اللہ سے یہ تعلق قائم کر لیں گے تو ان پر سے ہماری طاقت ٹوٹ جائے گی۔ لہٰذا انہیں مسجدوں میں تو جانے دو اور انہیں قدامت پسند زندگی تو گزارنے دو لیکن ان کا وقت چرالو تاکہ وہ اللہ سے یہ خاص تعلق قائم نہ کر سکیں۔

اس نے کہا! اے میرے غلامو! بس میں تم سے یہی چاہتا ہوں کہ انہیں ان کی سیدھی راہ سے بھٹکا دو تاکہ وہ اپنے پروردگار کے ساتھ اس مضبوط تعلق میں نہ جڑ جائیں جس سے ان پر ہماری گرفت کمزور ہوتی ہے لہٰذا انہیں سارا وقت مختلف دھندوں میں الجھائے رکھو۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو زندگی کے غیر ضروری معاملات میں مصروف رکھو اور نت نئی سکیمیں ایجاد کرو تاکہ ان کے اذہان پر قبضہ کر سکو۔ انہیں خرچ پر خرچ کرنے اور ادھار پر ادھار لینے پر اکساتے رہو۔ بیویوں کو اس بات پر قائل کرتے رہو کہ وہ سارا دن گھریلو کاموں میں مصروف رہیں اور شوہروں کو ترغیب دلاتے رہو کہ وہ ہفتے کے چھ یا سات دن اور ہر روز ۱۰ یا ۱۲ گھنٹے کام کریں تاکہ وہ اپنی خالی خولی زندگی کو پر آسائش بنا سکیں۔ انہیں اس بات پر آمادہ رکھو کہ وہ اپنا فارغ وقت اپنے بچوں کے ساتھ گزاریں۔ اس طرح جلد ہی تمام خاندان کام کے دباؤ میں آجائے گا اور ان کے پاس اتنا وقت نہیں بچے گا کہ وہ کسی اور طرف دھیان دے سکیں۔

ان کے اذہان میں اتنی زیادہ تحریک پیدا کر دو کہ وہ اس نقار خانے میں طوطی کی آواز کو نہ سن سکیں۔ انہیں اس بات پر ورغلاتے رہو کہ جب وہ سفر کر رہے ہوں تو ریڈیو یا آڈیو کیسٹ سنتے رہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کرو کہ وہ اپنے گھروں اور دفاتر میں ٹی وی، وی سی آر، سی ڈی اور کمپیوٹر کو مستقل طور پر چالو رکھیں اور یہ دھیان رکھو کہ دنیا کا کوئی بھی سٹور یا ہوٹل ایسا نہ ہو جہاں بازاری گانے مستقل طور پر نہ بجتے ہوں۔ اس سے ان کے ذہن جمود کا شکار ہو جائیں گے اور اللہ سے اُن کا تعلق ٹوٹ جائے گا۔

کافی کی میز کو رسائل و اخبارات سے بھر دو۔ دن کے ۲۴ گھنٹوں میں ان کے دماغوں کو نت نئی خبروں سے کچلتے رہو۔ ڈرائیونگ کے دوران ان کی توجہ سڑک پر لگے اشتہارات پر لگائے رکھو۔ ان کے کمپیوٹروں کے ڈاک خانے (ای میل باکس) میں بے تکی ڈاک پہنچاتے رہو اور ایسا تمام مواد انہیں مہیا کرتے رہو جو ان کے دلوں میں غلط اور جذباتی امیدیں پیدا کرتا رہے۔ رسائل پر عریاں اور خوبصورت ماڈلز کی تصویروں سے شوہروں کو یہ یقین دلاتے رہو کہ سب سے اہم چیز یہ بیرونی خوبصورتی ہی ہے اور وہ اپنی بیویوں سے غیر مطمئن رہیں۔ آہا! یقیناً اس کا اثر تیزی سے ان کے گھروں پر پڑے گا۔ حتیٰ کہ جب وہ تفریح کے موڈ میں ہوں اس وقت بھی انہیں حد سے تجاوز کروا دو تاکہ جب وہ تفریح سے تھکے ہوئے اور پریشان واپس آئیں تو اپنے آپ کو آنے والے ہفتے کے کاموں کے لئے تیار نہ پائیں۔ انہیں ایسی جگہ پر نہ جانے دو جہاں جا کر وہ اللہ کی قدرت کا نظارہ کر سکیں اور اس کے عجائبات پر غور کر سکیں بلکہ انہیں رنگ برنگے پارک، کھیل کے میدانوں، موسیقی کے پروگراموں اور فلموں کی طرف مائل کرو۔

انہیں ہر وقت صرف Busy رکھو اور جب وہ کسی ایسے دوست سے ملیں جن سے انہیں جذباتی لگاؤ ہو تو انہیں گپ شپ اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھائے رکھو تاکہ جب وہ جدا ہوں تو اس نامکمل ملاقات پر ضمیر کی خلش اور غیر تسلی بخش جذبات لے کر جدا ہوں۔ ان کی زندگیوں پر بظاہر اچھے لیکن غیر ضروری کاموں سے حملہ کرو کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کا سوچ بھی نہ سکیں۔ جلد ہی ایسا وقت آجائے گا کہ ان کی استعداد کار میں کمی واقع ہو جائے گی اور وہ ایسے ہی غیر مطمئن اور غیر ضروری کاموں کی بہتری کے لئے اپنی صحت اور خاندان کی قربانی کی بھی پرواہ نہیں کریں گے۔

شیطان نے مزید کہا کہ ہمارا یہ حربہ ضرور کامیاب ہو گا کیونکہ یہ ایک رسم کی طرح جاری ہو جائے گا۔ اس کے بعد شیطان کے چیلے اپنی ان نئی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے خوشی خوشی اُٹھ کھڑے ہوئے تاکہ وہ مسلمانوں کو ہر طرف مصروف سے مصروف تر رکھ سکیں اور ان کی زندگیوں میں انتشار پھیلا سکیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا شیطان اپنے منصوبے میں کامیاب ہو چکا ہے؟ فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ خدارا! اس پیغام کی طرف توجہ دیں جو ہم سے یہ سوال کر رہا ہے کہ ہماری زندگیاں آہستہ آہستہ غیر ضروری مصروفیات کے شکنجے میں کیوں آتی جا رہی ہیں۔ کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ لفظ Busy سے کیا مراد ہے؟

B=BEING
U=UNDER
S=SATAN'S
Y=YOKE

(یعنی شیطان کے ہل میں جت جانا)

اللہ ہم سب کو اس Busy-ness سے محفوظ رکھے اور ہم سب صرف اللہ کی طرف رجوع کرنے والے بن جائیں۔ (آمین)

دعائے مغفرت

حلقہ لاہور کے رفیق تنظیم محمد سعید عاصم کے سسر عبدالحق بھٹی صاحب دیپالپور میں قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ رفقاء و احباب سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَدْخِلْہُ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ترجمہ قرآن مفت حاصل کریں

اسلامک ایجوکیشن سنٹر جلالپور جٹاں نے دعوتی مقاصد کی غرض سے غیر مسلم بھائیوں کے لئے مفت ترجمہ قرآن مہیا کرنے کا اہتمام کیا ہے جو درج ذیل پتہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ناصر محمود غنی

جلالپور جٹاں پی سی او نمبر: ۵۰۷۸۰، ضلع گجرات

☆ ☆ ☆

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ کوئٹہ

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ۳۰ ستمبر کو سہ پہر کوئٹہ پہنچے۔ بعد نماز عصر آپ نے رفقاء سے ملاقات کی اور تمام رفقاء سے تعارف حاصل کرنے کے بعد سب نے مل کر کھانا کھایا۔ اگلے روز یکم اکتوبر کو دس بجے بمقام چلڈرن اکیڈمی ہال متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کا جلسہ تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری ساجد اسلام بٹ نے حاصل کی۔ شیڈول کے مطابق تمام جماعتوں کے نمائندگان حاضر تھے۔ سب سے پہلے الاخوان المسلمین کے مقامی ساتھی ڈاکٹر فرحان علی صاحب نے خطاب کیا اور اپنے خطاب میں انہوں نے اتحاد بین المسلمین اور نفاذ اسلام پر زور دیا۔ ڈاکٹر فرحان صاحب کے بعد جمعیت اہلحدیث کے مولانا مبشر صاحب نے خطاب کیا اور کہا کہ میں جمعیت اہلحدیث کی طرف سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ غلبہ دین جیسے عظیم مقصد کی خاطر تمام جمعیت اہلحدیث ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہے۔ ان کے بعد تحریک اسلامی کے اطہر قریشی نے خطاب کیا۔ ان کے بعد صدر جلسہ جناب ڈاکٹر اسرار احمد نے خطاب کا آغاز فرمایا۔ انتہائی عام فہم انداز میں یہ بات لوگوں تک پہنچائی کہ نہ ہم ووٹ مانگتے ہیں نہ نوٹ' ہم تو کہتے ہیں کہ اپنے گھر میں اولاً اسلام لاؤ' اپنی معیشت اور معاشرت کو پاک کرو اور پھر اس اتحاد میں شامل کسی بھی دینی تحریک سے وابستہ ہو جاؤ۔ مگر مقصد اقامت دین ہونا چاہئے۔ آخر میں سوالات ہوئے اور سوالات کے بعد دعا پر اس محفل کا اختتام ہوا۔ اسی روز بعد نماز عشاء امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے مسجد طوبیٰ میں "عالمی نظام خلافت میں پاکستان اور افغانستان کا کردار" موضوع پر خطاب فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں امید کی کرن دکھلائی کہ ان شاء اللہ العزیز خلافت کا احیاء ثانی اس زمین پاکستان سے ہو گا۔

۲ اکتوبر کو ڈاکٹر صاحب نے بلوچستان یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلبہ سے خطاب فرمایا۔ اس محفل کا انعقاد یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب بہادر خان صاحب نے کیا تھا اور منتظم جناب شاہین قیصرانی صاحب تھے۔ موضوع "سیرت النبیؐ اور اکیسویں صدی کے تقاضے" تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس محفل سے اعلیٰ ترین علمی سطح پر یہ خطاب فرمایا۔ حاضرین نے اس خطاب کو بہت سراہا۔ آخر میں وائس چانسلر صاحب نے صدارتی کلمات ارشاد فرمائے اور دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ : عبدالسلام عمر)

اسرہ تیمر گرہ کا ایک روزہ پروگرام

اسرہ تیمر گرہ کا ایک روزہ پروگرام ۲۳ اور ۲۴ ستمبر کو ہوا جس میں چھ رفقاء بمع اپنے نقیب محمد فہیم صاحب اور امیر ذیلی حلقہ مالاکنڈ جناب غلام اللہ خان شریک ہوئے۔ نماز عصر کے فوراً بعد جناب محمد فہیم صاحب نے عبادت رب کے موضوع پر خطاب کیا اس پروگرام میں تقریباً ۴۵ احباب نے شرکت کی۔ نماز مغرب کے بعد امیر ذیلی حلقہ مالاکنڈ ڈویژن غلام اللہ خان نے عبادت رب کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور ان کو دور کرنے کا طریقہ بھی بتایا پرگرام میں تقریباً ۷۰ افراد نے شرکت کی۔ بعد نماز عشاء سورۃ لقمان کے آیت نمبر ۲۱ کے حوالے سے شرک اور اقسام پر درس بھی مولانا غلام اللہ خان صاحب نے دیا اور قرآن کے انقلابی پیغام سے سامعین بہت متاثر ہوئے اس نشست میں تقریباً ۶۰ افراد شریک ہوئے جناب فیض الرحمان صاحب نقیب اسرہ نے اقامت دین اور ان کے طریق کار پر مفصل روشنی ڈالی۔

(رپورٹ احسان الودود)

تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبر ۳ کا ماہانہ تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبر ۳ کا ماہانہ تربیتی پروگرام ۲۴ ستمبر کو لانڈھی نمبر ایک تنظیم کے دفتر میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں چار نوجوان رفقاء نے درس قرآن و حدیث کو بیان کرنے کی سعادت پہلی مرتبہ حاصل کی۔ اس پروگرام میں مجموعی طور پر ۱۹ رفقاء و احباب نے کل وقتی شرکت کی۔ پروگرام کی نظامت کی ذمہ داری قائم مقام امیر شرقی نمبر ۳ جناب عامر خان صاحب نے ادا کی۔ پروگرام کا آغاز ٹھیک صبح سوا دس بجے ہوا۔ اسرہ نمبر ۴ کے رفیق جناب توحید خان نے سورۂ حم السجدہ کی آیات ۳۵ تا ۳۶ کے حوالے سے درس دیا۔ ان کے بعد اسرہ نمبر ۴ ہی کے رفیق جناب سراج صاحب نے درس حدیث دیا اور تین احادیث اور قرآنی آیات کے حوالے سے تقویٰ پر گفتگو کی۔ درس حدیث کے بعد اسرہ نمبر ایک کے رفیق جناب نوید اختر صدیقی نے "ذکر اور اس کے ذرائع" پر پُراثر گفتگو کی۔ اسرہ نمبر پانچ کے رفیق حافظ محمد عثمان نے سورۃ الحجرات کے دوسرے رکوع میں بیان ہونے والی معاشرتی برائیوں مثلاً غیبت' بدگمانی وغیرہ کی شناعت پر روشنی ڈالی اور ان سے بچنے کی تلقین کی۔ آخر میں اسرہ نمبر ۳ کے نقیب جناب اقبال احمد صدیقی صاحب نے داعی کی ذمہ داریاں اور ذاتی رابطہ کی اہمیت و طریقہ کار کو رفقاء پر واضح کیا۔ ناظم حلقہ جناب نوید احمد نے درس دینے والے رفقاء کی کارکردگی پر حوصلہ افزائی کی اور غلطیوں پر ان کی اصلاح کی۔ ناظم حلقہ کے دعائیہ کلمات پر اس تربیتی پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ : سید نعمان اختر)

اسرہ بی بیوڑ کی دعوتی سرگرمیاں

اسرہ بی بیوڑ شرقی اور غربی کا مشترکہ دعوتی پروگرام ۹ ستمبر کو ہوا دونوں اسروں کا ایک چار رکنی قافلہ ممتاز بخت' عالم زیب' حسین احمد اور حمید اللہ پر مشتمل گاؤں جبلوک پہنچا۔ باہمی مشورے کے بعد نماز عصر کے بعد ممتاز بخت نے "انبیاء کا مقصد بعثت" کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس کے بعد مسجد امام صاحب کو تنظیم اسلامی کا تعارف کرایا گیا تو ان کے ساتھ جناب خائستہ محمد استاد کے ساتھ بھی تنظیم اسلامی کے طریقہ کار اور جماعتی زندگی پر گفتگو ہوئی۔

نماز مغرب کے بعد حسین احمد نے منہج انقلاب نبوی ﷺ کے موضوع پر ایک تفصیلی بیان کیا۔ ان پروگراموں میں تقریباً ۷۵ افراد نے شرکت کی۔

۱۷ ستمبر کو اسرہ بی بیوڑہ سے مشاورت کے تحت ۵ رفقاء دعوتی پروگرام کے لئے نماز عصر کے لئے ۳ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع گاؤں گندیگار روانہ ہوئے وہاں پر نماز عصر بعد رفقاء کے درمیان تربیتی پروگرام شروع ہوا سب سے پہلے درس قرآن ہوا۔ یہ درس جناب ممتاز بخت صاحب نے دیا۔ اس کے بعد حسین احمد صاحب نے خطاب کیا۔ اس پروگرام میں تقریباً ۱۳۵ افراد نے شرکت کی۔

۱۹ ستمبر کو راقم ممتاز بخت نصر اور نقیب اسرہ عالم زیب گاؤں جبر گئے۔ پہلا پروگرام مسجد ذکریاں میں بعد نماز عصر ہوا۔ راقم نے "ایک مسلمان کی ذمہ داریاں" کے موضوع پر خطاب کیا۔ تقریباً بیس افراد نے خطاب سنا۔ اس کے بعد ہم گاؤں جبر میں تنظیم اسلامی کے رفیق سید رحمت شاہ سے ملے جو مسجد میں ہی موجود تھے' دوسرا پروگرام سید رحمت شاہ کی خواہش پر بعد نماز مغرب شروع ہوا جس میں راقم نے دینی فرائض کا جامع تصور پر خطاب کیا۔ تقریباً ۱۳۵ افراد نے خطاب کو دلجمعی کے ساتھ سنا۔

۲۷ ستمبر کو جامع مسجد جبلوک میں بعد از نماز عصر یک روزہ دعوتی اجتماع منعقد ہوا۔ بی بیوڑ سے پانچ رفقاء کا ایک قافلہ جامع مسجد جبلوک پہنچ گیا حسین احمد نے بعد از نماز عصر "ہمارے مسائل اور ان کا حل" کے موضوع پر خطاب کیا جبکہ جامع مسجد جبلوک میں راقم (ممتاز بخت) نے عبادت رب کے موضوع پر بعد از نماز عصر خطاب کیا جس میں تقریباً ۳۰ افراد نے شرکت کی۔ مغرب اور عصر کے دوران حسین احمد نے شہادت علی الناس اور اقامت دین کے موضوع پر خطاب کیا اس میں تیس افراد شریک ہوئے۔ جبکہ دوسری مسجد میں عالم زیب نے فرائض دینی کا جامع تصور کے موضوع پر خطاب کیا۔ حاضری ۱۲۵ افراد تھی۔

بعد نماز عشاء حسین احمد نے منہج انقلاب نبوی ﷺ کے موضوع پر خطاب کیا۔

(رپورٹ : عالم زیب اور ممتاز بخت)

Vol : 9
Regd. CPL No.127
No.43
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

افہام و تفہیم

✪ خواتین کا اپنے شوہروں کی سودی آمدنی کے حوالے سے کیا طرزِ عمل ہو؟

✪ آج کے دور میں مقررین کی بات کا لوگوں پر اثر کیوں نہیں ہوتا؟ ✪ کیا ہر گناہ شرک ہی کی ایک صورت ہے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درسِ قرآن کے بعد امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال و جواب کی نشست

س : نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر کسی شخص کے پیٹ میں سود کا ایک لقمہ بھی گیا تو اس کی عبادت غارت ہو گئی۔ جو خواتین اپنے شوہروں کے سود پر پل رہی ہیں ان کی عبادت کا کیا معاملہ ہو گا؟

ج : واقعتاً اس اعتبار سے بیوی کا معاملہ مشکل ہے کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں آباد ہے لیکن اگر وہ اپنے شوہروں کو اس پر مسلسل نکیر اور اختلاف کرتی رہیں اور اس سودی آمدنی کو کم سے کم (Minimum) ضروریات پوری کرنے کے لئے خرچ کریں اور سودی رقم کا استعمال ناگزیر اور کم سے کم ضروریات سے زیادہ نہ ہو تو میرے نزدیک ان خواتین کی اللہ کے ہاں مغفرت ہو جائے گی۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ اس سے اچھے سے اچھے کپڑے' زیور اور دوسری چیزیں بنائی جا رہی ہوں۔ اگر اس سے عیش کر رہی ہیں تو پھر وہ پکڑی جائیں گی اور ان کی عبادات اکارت ہو جائیں گی۔

س : فیملی پلاننگ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج : فیملی پلاننگ اپنے فلسفے کے اعتبار سے خالص غیر اسلامی ہے' اسلام ہمیں یہ بتاتا ہے کہ رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے۔ وہ ہمیں بھی رزق دینے والا ہے اور ہماری اولاد کو بھی دے گا۔ رزق کے بہت سے خزانے ایسے ہیں جو پہلے دنیا کو معلوم نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر میں کس قدر رزق Seafood کی صورت میں رکھا ہوا ہے۔ ہمیں آج معلوم ہوا ہے کہ انسان کے لئے بہترین غذا کا بہت بڑا ذریعہ سمندر بھی ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس کس شکل میں رزق کے خزانے رکھے ہوئے ہیں جنہیں وہ ہمارے لئے کھول دے گا۔

قانونی اعتبار سے کوئی شخص مانع حمل تدبیر کو اپنی بیوی سے اجازت کے بغیر اختیار نہیں کر سکتا۔ خرابی صحت کسی دوسرے سبب کی وجہ سے میاں بیوی دونوں اس بات پر متفق ہوں کہ ہمیں اولاد نہیں چاہئے تو پھر کراہت کے ساتھ مانع حمل تدبیر اختیار کی جا سکتی ہے۔ حضور ﷺ سے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عزل کی اجازت مانگی تو آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا : "یہ کیوں کرتے ہو جس کو پیدا ہونا ہے وہ پیدا ہو کر رہے گا۔" جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ذرا اصرار کیا تو حضور ﷺ نے اس کی اجازت دے دی۔ اس وقت اس کی ایک ہی شکل تھی جسے عزل کہتے ہیں یعنی انزال سے پہلے شوہر اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جائے۔ اب اس کے لئے کنڈوم وغیرہ ایجاد ہو گئے ہیں وہ بھی جائز کے درجے میں ہیں' لیکن جسم کے حصے میں کوئی ایسی مستقل تبدیلی کر لینا کہ کوئی شخص بچے پیدا کرنے کے قابل ہی نہ رہے' یہ جائز نہیں۔ مانع حمل کے طریقے اختیار کرنے کی کراہت کے درجے میں اجازت ہے لیکن اسے ہم حرام نہیں کہہ سکتے۔ البتہ اسقاطِ حمل (Abortion) کرانا قطعاً جائز نہیں اور یہ حرام مطلق ہے۔

س : اللہ کے حکم کے خلاف نفس کی پیروی کرنا شرک ہی کی ایک صورت ہے وضاحت فرمائیں۔

ج : اصل میں اپنی حقیقت کے اعتبار سے ہر گناہ شرک ہے۔ ایک گناہ وہ ہے جو آپ سوچ سمجھ کر ارادتاً کرتے ہیں اور اس کے لئے پلاننگ کرتے ہیں۔ دوسرا گناہ وہ ہے جو وقتی طور پر کہیں جذبات کی رو میں آ کر سرزد ہو جاتا ہے۔ اگر آپ نے واقعتاً جان بوجھ کر سوچ سمجھ کر اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے تو وہ شرک ہے لیکن اگر کہیں جذبات کی رو میں بہہ کر یا کسی خاص ماحول کے اندر رہتے ہوئے وقتی طور پر ایسے اثرات غالب آ گئے اور آپ غلط کام کر بیٹھے تو وہ شرک نہیں ہو گا بلکہ گناہ ہو گا۔

س : قرآن مجید میں اولاد اور مال کو اس دنیا کے اندر فتنہ کہا گیا ہے براہ کرم "فتنے" کی تشریح فرمایئے۔

ج : عربی زبان میں فتنہ کسوٹی کو کہتے ہیں یعنی ایسی شے جس سے کسی کے خلوص یا عدم خلوص کا ثبوت مل جائے۔ جیسے تکالیف اور مصائب بھی فتنہ یعنی کسوٹی اور آزمائش ہیں۔ کیونکہ اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ کسی کے اندر کتنا قوی ایمان موجود ہے کہ وہ ان سب مصائب کو برداشت کر کے بھی ایمان پر قائم رہتا ہے۔ کھرے اور کھوٹے کی تمیز ہو جاتی ہے کہ کون حقیقتاً قلب کے ساتھ ایمان لایا اور کس کے اندر سطحی سا ایمان ہے۔ اگر کسی کے اندر سطحی سا ایمان ہے تو ایک رگڑ سے ہی اتر جائے گا۔ اور اگر ایمان واقعی گہرا ہے تو قائم رہے گا۔ اسی طریقے سے مال اور اولاد بھی ایک فتنہ ہے' جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ہمیں جانچتا ہے۔ مال کے ملنے پر اپنے آپ کو غنی سمجھ بیٹھنا' اس کی محبت میں گرفتار ہو جانا اور اسی کی بڑھوتری کے اندر لگے رہنے سے باقی ساری چیزیں ہمارے ذہن سے نکل جائیں تو اس اعتبار سے یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ اسی طرح اللہ نے اولاد اس لئے دی ہے کہ آپ اسے نیکی اور بھلائی کے راستے پر دین کے لئے پروان چڑھائیں۔ اگر آپ نے صرف اولاد کے حوالے سے دنیوی چیزوں کے بارے میں غور کیا اور دین کے بارے میں غور نہیں کیا تو آپ ناکام ہو گئے۔

س : آج کے دور میں علماء یا دوسرے مقررین حضرات کا لوگوں پر اثر کیوں نہیں ہوتا جبکہ پرانے وقتوں میں فوراً اثر ہوتا تھا؟

ج : ایسا نہیں ہے کہ آج بھی کسی کی بات کا اثر نہیں ہوتا' کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے۔ پرانے زمانے کو بھی آپ سنہری دور نہ سمجھیں' حضور ﷺ جیسے داعی کی بھی دس برس کی محنت کے نتیجے میں بمشکل سوا سو آدمی ایمان لائے۔ باقی ابوجہل' ابولہب' عتبہ ابن ربیعہ' ولید بن مغیرہ وغیرہ نے تو آپؐ کی بات کو نہیں مانا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے اپنے خاندان بنی ہاشم کے لوگوں کو دو مرتبہ کھانا کھلایا لیکن کسی نے آپ کی بات نہ مانی۔ آج کل صرف فرق یہ واقعہ ہو گیا ہے کہ ہمارے واعظین کا معاملہ زیادہ تر پیشہ وارانہ ہو گیا ہے' اس میں یقیناً تاثیر نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ کہ ہمارے قول و فعل میں بھی فرق ہوتا ہے۔

مزید برآں اسے قاعدہ یا کلیہ نہ سمجھ لیا جائے کہ لازماً اثر ہو گا۔ کسی میں اثر پذیری کی صلاحیت ہو گی تو تب ہی اثر ہو گا۔ حضرت نوح علیہ السلام جیسے نبی ساڑھے نو سو سال تک دعوت دیتے رہے اور ان کی قوم کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ لہٰذا آپ اس میں اپنی حد تک کوشش کیجئے' نتائج اللہ کے حوالے کر دیجئے۔ (مرتب : انور کمال میو)